سلطان باہوؒ کے کلام کے اردو تراجم میں تزکیہ نفس: ایک تجزیہ

Self-Purification in The Urdu Translations of Sultan Bahu's Punjabi Poetry: A Research Study

ساجد محمود[i] ڈاکٹر محمد رحمان[ii] ڈاکٹر مطاہر شاہ[iii]

Abstract

Sultan Bahu is a renowned mystic poet of Punjabi language. His poetry appeals to the inner soul and purifies the head and heart. His words come out of the soul and touches the soul directly. He conveyed the message of purification of soul and heart in his poetry. His mystic disposition, purified life style supports his ideas and puts a deep impact on the reader. His poetic mastery forwards the message in an effective way which influence the soul and spirit. Many poets and his followers have translated Sultan Bahu's poetry in Urdu. The spirit of the original poetry has a deep impact in translations too, for it needs to dive deep into the spirit of the original creation. So, these translations of Sultan Bahu's poetry have the same spirit and appeal. The article under study deals with the analysis of this aspect in the translations.

Keywords: Purification, Mystic Poet, Inner Soul, Beastly Soul, Satisfied soul, Identification of God

تعارف

حضرت سلطان باہوؒ 1629ء کو ضلع جھنگ، شور کوٹ میں پیدا ہوئے اور 1691ء کو وصال فرمایا۔ آپؒ کے والد کا نام حضرت بازید عرف اعوان تھا۔ جو خود بھی تقویٰ کے لحاظ سے بزرگ مانے جاتے تھے، لیکن ان کی تربیت میں ان کی پرہیز گار اور متقی والدہ بی بی راستی کا نمایاں کردار ہے۔ ابتداء میں انہی سے روحانیت کا پہلا سبق سیکھا، بعد ازاں حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی کے مزار پر چلہ فرمایا۔ اسلام میں تصوف[1] کے مراحل حالت خوف سے نکل کر پہلے حالت عشق اور پھر حالتِ فنا و اتصال[2] کا سفر ہوتا ہے۔ سلطان باہوؒ نے یہ مراحل مذکورہ مزار پر چلہ کشی کی صورت میں انجام پائے۔ سلسلہ قادریہ کے بانی حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے باطنی اشارے[3] پر دہلی میں حضرت عبدالرحمٰن گیلانی دہلوی[4] سے ظاہری بیعت اختیار کی۔

---

i پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اردو، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

ii اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اردو، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

iii اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اردو، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

آپ کی ظاہری تعلیم یہی تھی جو بظاہر کم تھی لیکن آپ کی عربی اور فارسی کی تصنیفات کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ آپؒ ان دونوں زبانوں میں قابل قدر استعداد رکھتے تھے۔ڈاکٹر فقیر محمد فقیر کے مطابق آپ علم ظاہر اور علم باطن دونوں میں آپ کامل دست گاہ رکھتے تھے[5،6]۔

تصانیف

حضرت سلطان باہو کی تصانیف کی تعداد تو زیادہ بتائی جاتی ہے لیکن اب تک کی تحقیق کے مطابق بتیس کتب طبع ہو چکی ہیں[7]۔ان تمام کتب بشمول فارسی دیوان اور بالخصوص پنجابی کلام کے مطالعہ سے آپ کے تبحر علمی اور غیر معمولی استعداد کا پتا چلتا ہے۔ان کے پنجابی کلام میں "سی حرفی ابیات[8]" بھی شامل ہیں۔"سی حرفی" پنجابی شاعری کی ایک صنف ہے جو عربی، فارسی، اردو اور ہندی بلکہ دنیا کی کسی زبان میں نہیں ملتی۔"سی" کے معنی تیس اور "حرفی" عربی کے حروف تہجی کو کہتے ہیں۔اس کے عمومی معنی کسی ایسی ادبی صنف جو عربی کے حروف تہجی سے نسبت کے طور پر کلام کی ترتیب میں روا رکھی گئی ہو "سی حرفی" کے طور پر جانی جاتی ہے۔لیکن اصطلاح میں پنجابی شاعری میں چار، چار مصرعوں پر مشتمل بند کا ایسا سلسلہ جو "الف" سے شروع ہو کر "یے" پر ختم ہو۔اس کے لئے عربی کے حروف تہجی پر مشتمل ہونا ضروری نہیں کیونکہ عربی میں حرف (ء) ہمزہ بھی ہے جس سے پنجابی میں کوئی لفظ یا مصرعہ شروع نہیں ہو سکتا۔اس طرح اٹھائیس حروف رہ جاتے ہیں۔کلامِ باہوؒ کا ہر مصرعہ دو حصوں پر مشتمل ہے جسے شاعری میں "چرن" کہتے ہیں۔دو چرنوں کے درمیان وقفہ ہوتا ہے جسے "وِسرام" بھی کہتے ہیں۔چرن لفظ چرنا سے مشتق ہے۔

فیروز اللغات میں اس کے معنی یوں ہیں:

> "چرنا (چر۔نا) (ہ۔مص) (1) دو ٹکڑے ہو جانا (2) کپڑے پھٹ جانا۔[9] "یعنی دو حصوں میں بٹ جانا مثلاً "الف اللہ چنبے دی بوٹی" پہلا چرن ہے۔اس حصہ کو پڑھنے کے بعد پڑھنے والا وقفہ (وسرام[10]) کرتا ہے۔اس کے بعد دوسرا حصہ یا (چرن) "میرے من وچ مرشد لائی ہو" پڑھا جاتا ہے۔اور مصرعہ مکمل ہو جاتا ہے۔"

سلطان باہو کے پنجابی کلام کے اردو میں اب تک کے دو منظوم اور آٹھ نثری تراجم شامل ہیں جن پر تحقیقی و تنقیدی مقالہ تکمیلی مراحل میں ہے۔

تزکیہ نفس

عربی لغت میں تزکیہ کے معنی کسی چیز کو پاک صاف کرنا، نشو و نما دینا اور پروان چڑھانا کے ہیں۔نفس کے معنی روح، خون، جسم، آنکھ، گھونٹ کے آتے ہیں[11]۔نفس انسان کے اندر ایک فعال، متحرک اور خود مختار قوت حاکمہ ہے جو معصیت کا شعور رکھنے والی اور اس سے اجتناب کے طریقوں سے آگاہ رہنے والی ہے۔نفس گناہ کی طرف بھی لے جا سکتا ہے اور نیکی کی طرف بھی۔اصطلاحی لحاظ سے تزکیہ نفس کا مطلب ہے نفس کو برے رجحانات سے موڑ کر نیکی کے راستہ پر ڈالنا۔

سلطان باہوؒ نفس کے متعلق فرماتے ہیں:

نفس چیست؟ نفس بمثل فربہ خوک است — بااہل کفار خوار خود پرستی دارد
در وجود آدمی صد خوک است — خوک باید کشت یا زنار بست[12]

"نفس کیا ہے؟ نفس مثل موٹے تازے سوٗر کے ہے جو اہل کفار کے ساتھ خود پرستی کی ذلت اپنے اندر رکھتا ہے۔"

بیت

"آدمی کے وجود میں سینکڑوں سوٗر ہیں۔ اس سوٗر کو قتل کرنا چاہیے یا اس کی زنار بندی کرنی چاہیے۔"

قرآن مجید میں لفظ نفس کی اصطلاح **نفسك، نفسه، نفسي، نفوس، نفوسكم، انفس، انفسكم، انفسنا** کے علاوہ بہتر مرتبہ اور سینتیس سورتوں میں وارد ہوئی ہے۔ قرآنی اصطلاح میں تزکیہ اپنی خواہشات کو ان ممنوع معایب اور مکروہ کاموں سے پاک صاف رکھنا ہے جنہیں قرآن و سنت میں مکروہ کہا گیا ہے۔ گویا اپنے آپ کو گناہ کے کاموں سے آلودہ نہ کرنا اور اس کی جگہ اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کے مطابق محبوب و محمود اور جمیل خیالات یعنی نیت سے آراستہ رکھنا تزکیہ ہے۔

تزکیہ نفس کی ضرورت واہمیت

حضرت سلطان باہوؒ ایک ایسے درخشندہ ستارے ہیں جن کی تعلیمات سے طالبان مولیٰ اپنی تشنگی کی کیفیت کو دور کرتے رہیں گے۔ آپؒ کا نظریہ اور فکر وہی ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے سرزمین حجاز میں سرور دو عالم ﷺ نے عالم انسانیت کو عطا کی تھی۔ آپؒ کی تربیت خالص اسلامی اور فقر کے اصولوں کے مطابق ہوئی۔ آپ کے والدین نیک سیرت با عمل اہل علم تھے۔ عشق رسول ﷺ وراثت میں ملنے کے سبب ان کا وجود تراش کر سلطان العارفین ظاہر ہوا۔ اطاعت الٰہی کے پیش نظر درد انسانیت اور تزکیہ نفس آپؒ کی رگ رگ میں سما گیا۔ روحانیت کا میلان، سلسلہ قادریہ سے نسبت اور مرشد کامل کی نگاہ نے آپ کے دل کو نورِ معرفت سے روشن کر دیا۔ وہ عبادات کو مسلمان کے لیے فرضِ عین، تزکیہ نفس اور قرب الٰہی کا وسیلہ قرار دیتے ہیں۔ مختصر یہ کہ ان کی تعلیم میں حضرت انسان کی مفصل شرح موجود ہے۔ جہاں ان کی تعلیمات انسان کے ظاہری وجود کی تزئین و آرائش کا سامان کرتی دکھائی دیتی ہیں وہاں باطنی وجود (روح) کے تزکیہ کا خصوصی رجحان بھی ملتا ہے۔ ان کی تعلیمات کے مطابق اگر کوئی انسان روحانی بالیدگی چاہتا ہے تو اس کو سب سے پہلے ایسے مرشد کامل کی بارگاہ تلاش کرنا ہو گی جو اس کو روح کی غذا یعنی (اسم اللہ) ذات کا قلبی ذکر عطا فرمائے اور اپنی نگاہ سے اس کے دل کا تزکیہ یعنی تزکیہ نفس کرے۔

تزکیہ نفس کی اسی ضرورت و اہمیت کے پیش نظر جہاں سلطان باہو کے کلام کے اردو میں منظوم اور نثری تراجم ہوئے وہیں اردو ادب کے موضوعات اور اسالیب میں اضافہ بھی ہوا جس کے توسط سے اردو دان طبقے کو قرآنی اصطلاحات کی آسان ظاہری و باطنی تشریحات پر عمل پیرا ہونا بھی ممکن ہوا۔ کیونکہ ترجمہ کے ذریعے ایک زبان اور خطے کے خیالات دنیا کے دیگر علاقوں میں سفر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ سلطان باہو کے پنجابی کلام کے تراجم کی یہ انفرادیت ہے کہ وہ ایسی

اقدار کے پرچارک ہیں جو شاعر کی ذات سے پھیل کر دنیا میں شناخت پیدا کر سکتی ہیں۔ اسی لیے عہد حاضر میں ان کے کلام کے تراجم عربی، فارسی، انگریزی اور فرنچ زبانوں میں ہو چکے ہیں جب کہ چینی اور جاپانی زبان میں ہو رہے ہیں۔ اب اس امر کی ضرورت ہے کہ ادبی اور اسلامی رسائل و جرائد میں ان کی تعلیمات کی تشریحات کو بالعموم اور تزکیہ نفس سے متعلق تعلیمات کو بالخصوص شائع کر کے عوام الناس کے لیے استفادہ کی صورت پیدا کی جائے۔

دین اسلام میں تزکیہ نفس

اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو جن اہم امور کے لیے منتخب کیا ان میں سے ایک تزکیہ نفس بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ[13]

"وہ ہی ہے جس نے بے پڑھے لوگوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات تلاوت کرتا ہے، اور ان کا تزکیہ کرتا ہے، اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔"

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو بنی نوع انسان کی اصلاح کے حوالے سے جو اہم ذمہ داریاں سونپی گئیں ان میں تزکیہ نفس ایک گنج گراں ہے۔

دین اسلام میں طہارت نفس کے حصول پر بہت تاکید ملتی ہے۔ تزکیہ نفس کے احوال اور محاسبہ کی رو سے قرآن میں فرمایا گیا ہے:

فَأَمَّا مَنْ طَغَى وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَى وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى[14]

"پس جس نے نافرمانی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو اس کے لیے جہنم کا مقام تیار ہے اور جو اپنے رب کے سامنے پیش ہونے سے ڈر گیا اور خواہشات نفس سے دامن بچا لیا تو اس کا مقام جنت ہے۔"

اللہ سے ڈرنے کی کیفیت یہ ہے کہ بالغیب پر محکم یقین کے ساتھ عمل پیرا ہو کر نصیحت کی پیروی کرے۔ لذات دنیا سے بے رغبتی اختیار کرے اور خوف خدا کو مقدم جانے۔ قرآن کی تعلیمات میں تقویٰ سے مراد نفس امارہ سے نفس مطمئنہ کا کٹھن سفر جو دراصل تزکیہ و طہارت نفس کا دوسرا نام ہے:

وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ[15]

"اور میں اپنے نفس کو پاک نہیں کہتا بے شک نفس تو ہے ہی برائی پر ابھارنے والا۔ مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے۔ بے شک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔"

نفس امارہ میں پائی جانے والی رغبتِ گناہ اہل ایمان کے لیے امتحان ہے۔ یہ برائی پر آمادہ کرنے اور لذاتِ دنیا میں محو رکھنے کا آلہ ہے۔ جو روح انسانی کو اس کے مقصد اولیٰ سے بعید کرتا ہے۔ اس کی رغبت سے روح کشی تزکیہ نفس کی طرف پہلا قدم ہے۔ جب ایک روحِ صالحہ نفس آمارہ کی پیروی سے گلو خلاصی سے کامیاب ٹھہرتی ہے تو اسے اطاعت احکامات الٰہی

میں مشقت اٹھانے میں لذت محسوس ہوتی ہے۔ جب ایک نفس راہِ ہدایت پر چلنے میں اطمینان محسوس کرے تو یہی اس کا مقام مطمئنہ ہے۔ جسے قرآن مجید نے نفس مطمئنہ کا نام بھی دیا ہے اور یہی تزکیہ نفس کی اعلیٰ صورت ہے جب کہ جو انسان اپنے نفس کے عیوب سے ناواقف رہا تو اس کے لیے اپنے عیوب کو دور کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ تزکیہ نفس ہی اسلام قرآن کی نظر میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔ ارشاد ہے:

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى[16]

"بیشک وہ کامیاب ہوا جو پاک ہو گیا۔"

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا [17]

"بیشک وہ کامیاب ہوا جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا اور جس نے اسے خاک میں ملایا وہ خسارے میں رہا۔"

نبی کریم ﷺ بھی اپنے نفس کے تزکیہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے تھے۔ ارشاد ہے:

اللهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا[18]

"اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما اور اسے پاکیزہ فرما، تو سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے، تو ہی اس کا کارساز اور مولیٰ ہے۔"

کلام باہو میں تزکیہ نفس

حضرت سلطان باہوؒ کا پنجابی کلام۔ "الف اللہ چمبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ھو" میں سب سے پہلے جس عمل کی تاکید ملتی ہے وہ تزکیہ نفس ہے۔ نفس کی پاکیزگی کے بغیر انسان کا کوئی خیال، عمل، کردار اور پہچان روشن نہیں ہو سکتے۔ آپ اپنی دیگر تصنیفات کی طرح اپنے پنجابی کلام میں بھی ایک سالک کو راہِ طریقت میں تزکیہ نفس کا درس دیتے اور عرفان الٰہی کا یہ خزانہ بخشتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کلام باہو کی ایک بیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

سے ہزار کتاباں پڑھیاں، پر ظالم نفس نہ مرَداھوُ

باہجھ فقیراں کسے نہ ماریا، باھوا یے چور اَندر داھوُ[19]

"تو نے سینکڑوں، ہزاروں کتابیں بھی پڑھیں لیکن تیرا ظالم نفس (نفس امارہ) نہیں مرا کیوں کہ سینکڑوں ہزاروں کتابیں پڑھنے سے ظالم نفس نہیں مرتا۔ اے باھو۔ یہ ظالم نفس امارہ انسان کے اندر کا چور ہے، اسے فقراء (اہل اللہ) کے سوا کسی نے نہیں مارا۔"

ذکر اللہ کا لزوم

انفس و آفاق[20] کی سیر کی طلب رکھنے والے ایک سالک کے لیے لازم ہے کہ وہ پہلے ذکر اللہ سے آئینہ قلب و جان کا زنگ اُتارے۔ دل کے لیے اس ذکر کی حدت پہنچائی جائے تو ایسے دل اسرار کائنات سے واقف ہو جاتے ہیں۔ اور پھر معرفت کے دروازے کھلتے ہیں۔ حدیث مبارک ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَفِينَا الْأَعْرَابِيُّ وَالْأَعْجَمِيُّ، فَقَالَ: «اقْرَءُوا فَكُلٌّ حَسَنٌ وَسَيَجِيءُ أَقْوَامٌ يُقِيمُونَهُ كَمَا يُقَامُ الْقِدْحُ يَتَعَجَّلُونَهُ وَلَا يَتَأَجَّلُونَهُ[21]

"حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم ﷺ ہمارے درمیان تشریف لائے جب کہ ہم قرآن کریم پڑھ رہے تھے ہم میں دیہاتی لوگ اور عجمی بھی تھے آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ پڑھو! تمہارا پڑھنا ٹھیک ہے عنقریب ایسے لوگ ہوں گے جو قرأت قرآن کو اس طرح درست کریں گے جیسے تیر کو درست کیا جاتا ہے اور اس سے ان کا مقصد دنیا ہو گی دین نہ ہو گا۔"

یہاں شیطانی جال میں مبتلا نفس کی خباثت پر بات کی گئی ہے کہ ظاہری طور پر تو وہ قوم تلاوت کر رہی ہو گی لیکن ان کا مقصد دنیا ہو گی۔ یعنی دنیا میں محو ہونے کے سبب روح کی پاکیزگی سے دور ہو گئی۔ ڈاکٹر انعام الحق جاوید اور ڈاکٹر امجد علی بھٹی اپنے ترجمہ "کلام سلطان باھوؒ" میں لکھتے ہیں:

ایے نفس اساڈا بیلی جو نال اساڈے سدھا ہوُ
زاہد عالم آنڑ نوائے جتھے ٹکڑا ویکھے تھدھا ہوُ

"جب نفس امارہ، نفس مطمئنہ کی منزل پر فائز ہو جاتا ہے جس سے سارے کام آسان ہو جاتے ہیں۔ نفس امارہ ہی کی بدولت زاہد ،عالم لوگ جہاں اچھا کھانا دیکھتے ہیں وہیں گھٹنے ٹیک دیتے ہیں۔ جب کہ فقر کا راستہ انتہائی مشکل ہے[22]۔"

فقر محب احکام الٰہی کی تعظیم، خلق خدا پر شفقت اور اپنے اندر اخلاق الٰہیہ پیدا کرنے کا نام ہے۔ اور تصوف میں اسے صراط مستقیم کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

يَآ اَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيْهِ[23]

"اے انسان تجھے اپنے پروردگار کی طرف جانے کے لیے سخت مشقت کرنے والا ہونا پڑے گا پھر کہیں جا کر اس سے ملاقات کر سکے گا۔"

سلطان باہوؒ کی ساری تعلیمات اسی مقام و مرتبے تک ایک طالب کو پہنچانے کی ترتیب ہے۔ یہ مقام اس وقت حاصل ہو گا جب تو اللہ کی محبت میں سرمست ہو کر ھو ھو کرتا پھرے گا۔ اپنی رضا کو اللہ کی رضا میں گم کرنے کے جب قابل ہو جائے تو تیرا نفس پاک ہو جائے گا۔ اسی بات "موتوا قبل ان تموتوا[24]" کی وضاحت ایک شعر میں دیکھیں:

موُتو والی موت نہ ملسی جیں وِچ موت حیاتی ہوُ
موت وصال تھیسی ہکا جدا سم پڑھیسی ذاتی ہوُ

"جب تک موت سے پہلے کی موت نہیں ملتی، یعنی معرفت الٰہی کے بغیر ہر طرح کی موت بے کار اور لاحاصل ہے۔ جب کہ معرفت الٰہی فنا فی اللہ کی موت انسان کو صرف اسم اللہ کے ورد سے ہی حاصل ہو سکتی ہے[25]۔"

اللہ کے ذکر اور تصور سے نفس تزکیہ حاصل کر کے صفات مطمئنہ سے متصف ہو جاتا ہے، تو صاحب نفس اپنے نفس پر حاکم ہو جاتا ہے۔

شیخ کامل کی صحبت

کسی بزرگ، عالم، شیخ کی راہنمائی کے بغیر نفس کی مخالفت کرنا، اس کے حالات سے باخبر رہنا اور اس کو اپنے قابو میں لانا دشوار اور مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ نفس بادشاہ ہے اور اس کا مقرب وزیر شیطان ہے۔ مرشد کامل کی حضرت سلطان

باہو کے کلام میں اتنی تاکید ملتی ہے جس سے یہ اندازہ آسانی سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک خالی الذہن مرید کو دریائے وحدت سے پار کرانے والی ذات صرف اور صرف مرشد باصفا کی ہوتی ہے۔ لیکن آج اپنے ارد گرد کے حالات و واقعات پر نگاہ ڈالتے ،اطراف میں مرشدوں کی کیفیاتِ مستانہ کو دیکھتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جو خود دریائے وحدت کے کنارے پہنچنے والے نہیں وہ خاک اپنے مریدوں کو کنارے لگائیں گے۔ مرشد کامل حضرت سلطان باہوؒ کی تصنیفات کے نزدیک وہ ہے جو طالب کو ایک ہی نظر میں انتہا تک پہنچادے اور تمام حجابات کو دور کر کے اسے مشاہدات میں غرق کردے۔ دونوں جہاں کی افادیت و نقصانات مرید کو سمجھا کر پار کنارے لگادے۔ اندرونی و بیرونی تطہیر کر کے اپنے مرید کے وجود میں ذرہ برابر بھی میل نہ رہنے دے۔ مرشد کا کمال یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ مرید کو سنبھال کر رکھتا ہے۔ آپؒ کی تعلیمات کے مطابق جو مرشد باطنی طاقت نہ رکھے، ہر وقت مرید کی خبر گیری نہ کرے، اسے گناہ و معصیت سے نہ روکے، مرید کی جان کنی کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعا اور عرض نہ کرے، اس نازک وقت سے صحیح و سالم نہ گذارے تو اسے پیر یا مرشد نہیں کہنا چاہیے۔ مرشد تو وہ رفیق و رہبر ہستی کا نام ہے جو طالب کو وحدتِ حق کا استغراق بخشتی ہے۔ یہ استغراق نفس کے تزکیہ سے سہل ہوتا ہے سلطان باہو کی تصنیفات میں نفس کے محاسبہ کے متعلق بڑی تاکید ملتی ہے۔ ان کے مطابق نفس پر وہ غالب آتا ہے جو عدل و انصاف سے نفس کا محاسبہ کرتا ہے۔

حضرت سلطان باہوؒ نے مرشدِ کامل کو طبیب (ڈاکٹر) کہا ہے:

"مرشد طبیب کی مثل ہوتا ہے اور طالب مریض کی مثل[26]۔"

"یعنی نفس کے امراض کا علاج کوئی مردِ کامل ہی اپنی نگاہِ کامل سے کر سکتا ہے۔"

حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں:

کامل مرشد ایسا ہووے، جیہڑا دھوبی وانگوں چھٹے ھو
نال نگاہ دے پاک کریندا، وِچ سبھی صبون نہ گھتے ھو
میلیاں نوں کر دیندا اچٹا، وِچ ذرّہ میل نہ رکھے ھو
ایسا مرشد ہووے باھوؒ جیہڑا، لوں لوں دے وِچ وَسے ھو

"آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرشد کامل کو دھوبی کی طرح ہونا چاہیے جس طرح دھوبی کپڑوں میں میل نہیں چھوڑتا اور میلے کپڑوں کو صاف کر دیتا ہے اسی طرح مرشد کامل اکمل طالب کو ورد و وظائف، چلہ کشی، رنج ریاضت کی مشقت میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ اسم اللہ ذات کی راہ دکھا کر اور صرف نگاہِ کامل سے تزکیہ نفس کر کے اس کے اندر سے قلبی اور روحانی امراض کا خاتمہ کرتا ہے اور اسے خواہشاتِ دنیا اور نفس سے نجات دلا کر غیر اللہ کی محبت دل سے نکال کر صرف اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق میں غرق کر دیتا ہے۔ ایسا مرشد تو طالب کے لوں لوں میں بستا ہے۔"

نفس امارہ وجہ تفرقہ

حضرت سلطان باہو کے نزدیک یہ ظاہری فرقہ واریت اور تفرقہ بازی دراصل نفس امارہ شیطان اور مادہ پرستی (دنیاداری) کی وجہ سے سامنے آئی۔ اور ہمارا باطن تباہ ہو گیا ظاہر و باطن اقرار و تصدیق وُروح اگر یکجا ہو جائیں تو ہم یکجا ہو جائیں گے ہماری ساری دلیلیں، فکر و سوچ مٹ جائیں گی اور ہم سب کی دلیل ایک ہو جائے گی جس کے سبب ہم حضور ﷺ کی سنت خاص اپنائیں گے، سنت خاص محبوب ﷺ اپنانے سے ہمارے دل سے بت کدہ سو منات ٹوٹ جائے گا۔ ایک ایک سانس کی نگہبانی سے ایک جہاں کی نگہبانی ممکن ہوتی ہے۔ داناؤں کے نزدیک اسم اللہ میں گزرا ہوا ایک سانس جہاں بھر سے افضل ہے۔ اس لیے افسوس میں عمر برباد نہیں کرنا چاہیے بلکہ فرصت دم کو غنیمت جان کر مرد کامل سے اسم اعظم حاصل کر کے دل کو مطمئن کر کے اور خود اعتمادی اور باہمی اعتماد کی فضا ہموار کرنی چاہیے۔ ایک فرد کی طرح جب ہر فرد اسلامی آئینی سطح پر متحد ہو گا تو ایک شفاف معاشرہ وجود میں آئے گا۔

تزکیہ اور کردار کی پختگی

تزکیہ نفس سے انسان کی نیت میں پاکیزگی کے سبب عمل میں خلوص کے جلوے نمایاں ہوتے ہیں۔ عمل کی وجہ سے انسان کے کردار میں پختگی آتی ہے کردار ہی انسان کی پہچان ہوتا ہے اسی پہچان سے وہ حق کی حقیقت سے آشنا ہو کر اسے پا لیتا ہے۔ پھر وہ ہر طرح کی خوبیوں کا حامل ہوتا ہے۔ اسے نہ کسی کا خوف اور نہ ڈر رہتا ہے۔ دنیا اس کی نظروں میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ ایک حکایت کے مطابق انسان کے اندر کے تین دشمن ہیں ان کو ختم کیے بغیر کبھی کوئی ترقی یا کامیابی حاصل نہیں کر سکتا اور وہ تین دشمن، تکبر، غصہ اور انتقام کی خواہش ہیں۔ ان دشمنوں کا خاتمہ تزکیہ نفس سے ممکن ہے۔ خدا سے عشق کا بنیادی تقاضا ہی اپنی ذات کی نفی ہے، اسی سے رضا ربانی کا حصول ممکن ہوتا ہے۔ کردار کی ایسی بلندی ہی حضرت سلطان باہوؒ کے کلام کا منشاء ہے۔ کلام باہوؒ میں بار بار یہی سبق دہرایا گیا ہے کہ اپنے آپ کو ظاہری اور باطنی صفائی میں کمال تک پہنچایا جائے اور اللہ اور رسول ﷺ کی خوشنودی کے لیے اپنے من، اپنی میں کو ختم کر دیا جائے، اور اس طرح ہو جائیں جیسا مالک کی چاہت ہے۔ حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں:

> "عدل بھی دو قسم کا ہے۔ ایک عدل ظاہر ہے جو علم شریعت کے مطابق قاضی اور بادشاہ کی گردن پر لازم ہے۔ اس کے متعلق نبی ﷺ کا فرمان ہے: گھڑی بھر کا عدل دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے [27]۔ دوسرا عدل باطن ہے جو تفکر محاسبہ نفس ہے۔ یہ عدل اہل اللہ کی گردن پر لازم ہے۔ اس کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان ہے: گھڑی بھر کا تفکر دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے [28]۔ نفس کا اصل محاسبہ ذکر فکر ہے [29]۔"

نفس کی غلامی بیماری کے سوا کچھ بھی نہیں اور آپ کے مطابق ہر بیماری کے علاج کی اصل پرہیز ہے۔ آنکھ کی حفاظت، زبان کی حفاظت، پیٹ کی حفاظت، دل کی حفاظت انسان کو نفس کی آفات سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔ اگر اللہ کی مرضی شامل حال ہو تو۔

سلطان باہو کے کلام کے تراجم میں لفظی تصویر گری

تخلیقی کلام دراصل لفظی تصویر گری کا نام ہے۔ ترجمہ نگار شاعر کی طرح تخلیقی عمل سے گزر کر مشاہدات و تجربات کو تخیّلی کرشمہ سازی کے توسط سے ایک نئی اور تازہ ترتیب کے ساتھ لفظی پیکروں میں ڈھال دیتا ہے۔ ان پیکروں اور تمثالوں کو تخلیقی سطح پر حرکت آشنا اور حرارت آمیز بنانے کی غرض سے ترجمہ نگار بھی اپنے داخلی جذبہ و احساس کی آنچ کو بروئے کار لاتا ہے۔ اسی احساس کی گھلاوٹ کے باعث یہ لفظی پیکر روشنی کے حامل ہو جاتے ہیں اور قاری یا سامع کی حسیات پر اثرانداز ہوتے ہوئے کسی حد تک شاعر کے تخلیقی تجربے کی بازیافت کے عمل سے گزرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

یہی احساس شعر کی تفہیم و تحلیل کے ذریعے پڑھنے والے کو روحانی سطح پر بھی مسرت سے ہمکنار کر دیتے ہیں۔ اسی صورت حال کو مولانا عبدالرحمٰن لکھتے ہیں:

"شاعر بہت کم تر چیز کی پوری تصویر کھینچتا ہے۔ اکثر اوقات وہ جس چیز کا وصف کرنا چاہتا ہے۔ اُس کی چند نمایاں، آنکھوں میں بسی اور پسندیدہ، سمائی ہوئی خصوصیات ایسی چن لیتا ہے کہ وہی تصویر کی جان یا کم از کم مناسب مقام ہوتی ہے[30]۔"

محض لفظی تصویروں کے انبار لگانے سے امیجری (Imagery) کے تقاضے پورے نہیں ہوتے بلکہ شاعر کے داخلی جذبات اور احساسات کی گھلاوٹ بھی ان میں لازم ہونی چاہیے۔ ڈاکٹر نذر عابد لکھتے ہیں:

"داخلی احساسات و جذبات کی گھلاوٹ موجود ہو اور ان کے بطون سے روشنی پھوٹنے لگے۔ جس کا منبع شاعر کی اپنی ذات اور اس کا تخلیقی شعور ہے[31]۔"

سلطان باہوؒ کے کلام میں جابجا امیجری اُن کے مشاہدات و تجربات کے بیانیہ کے طور پر موجود ہے۔ جو صرف الفاظ کے استعمال کی معلومات مہیا کرنے کے لیے نہیں۔ ہاں مگر ذہنی تصویریں اور روحانی و جذباتی کیفیات کے پیدا کرنے کے لیے ضرور ہے۔ منظوم تراجم کا تجزیہ کر کے تصدیق لازمی ہے کہ اصل کلام میں موجود تصویریں ان منظوم تراجم میں کہاں تک اپنے حقیقی یا مجازی روپ میں نظر آتی ہیں۔ قرآن مجید کی آیت ہے:

وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا[32]

"ہم نے رات کو تمہارے لئے پردہ اور دن کو معاش کا ذریعہ بنایا ہے۔"

اس آیت کی تفہیم پنجابی کلام باہو میں بھی ہے عبدالمجید بھٹی کے منظوم ترجمے میں اس کی مثال دیکھیں:

رات کو خون بہے نینوں سے دن کو غمزہ غم کا ہُو
پڑھ توحید گُھسا ہے تن میں سکھ آرام نہ دم کا ہُو
سولی پر جو چڑھایا گیا تو تھایہ بھید پرم کا ہُو
باہو کو باہو کرے مخاطب رہے نہ ذرہ غم کا ہُو[33]

"تصویر آفرینی کے جس تخلیقی عمل سے تخلیق کار (سلطان باہوؒ) گزرے کسی حد تک ایسے ہی تخلیقی مرحلے سے مترجم کو گزرنا پڑا اور اس کے عشر عشیر قاری یا سامع کو بھی گزرنا پڑے گا، تب مسرت و سرور یا خوشی ترجمہ کا مقدر ہو گی۔ جسے تخلیق ترجمہ کا مقصد اور

حاصل قرار دیا جائے گا۔ سلطان باہوؒ کی شاعری میں امید وصل کا ایک رویہ ہے۔ جو ہر بیت کے پیکر میں جا بجا جھلکتا ہے۔ یوں ان کی شعری کائنات میں ایک ایسا منظر نامہ ابھرتا ہے جس سے حیات انسانی کی اعلیٰ روحانی قدروں، عظیم رویوں کا نور چھن رہا ہے۔"

طریقت براستہ شریعت

سلطان باہو کی تعلیمات کے مطابق معرفت الہیہ کے لیے شریعت اور اللہ کے احکام و اوامر پر عمل کرنا لازم ہے۔ ان کے مطابق نفع و نقصان اور خیر و شر کی نسبت مخلوق کی طرف نہیں کرنی چاہیے بلکہ باطن میں اپنے نفس کو اور ظاہر میں خلق کو اور عمل میں اپنے ارادے کو خدا کا شریک بنانا ہی بڑا شرک ہے۔ نفس پر قابو پا کر ہی انسان صاحب تقویٰ ہوتا ہے۔ اور یہ جہاد اکبر ہے۔ نفس کی پاکیزگی کی روشنی کی تصویریں جہاں سلطان باہو کے پنجابی کلام میں پائی جاتی ہیں وہاں اس کلام کے منظوم اور نثری تراجم میں اسی روشنی کی تمثالیں یا شعاعیں آسانی سے دیکھی جاسکتی ہیں۔

نتائج

حضرت سلطان باہو پر اللہ تعالیٰ نے ان کی حیات میں علوم ظاہری اور باطنی کے دروازے کھول دیئے تھے۔ اسی کے طفیل آپ نے اپنے مشاہدے سے جو کچھ محسوس کیا وہ اپنے پنجابی کلام میں بیان فرمایا۔ تصوف کی رو سے دیکھا جائے تو آپ ظاہر و باطن کی حقیقت سے آشنا معرفت الٰہی سے اجالا کرتے رہے۔ اپنے کلام میں شریعت محمدی ﷺ کے احیاء اور اس کے پرچار پر عمل کی تلقین کو مقدم رکھا۔ اس تلقین میں سب سے پہلا عمل تزکیہ نفس ہے۔ کیونکہ جب تک انسان کا وجود ظاہری اور باطنی دونوں حوالوں سے پاک نہیں ہوگا تو وہ حق کی پہچان اور عمل سے بے بہرہ ہوگا۔ جہاں سلطان باہوؒ نے اپنے کلام میں جابجا اس موضوع کا ذکر اور تلقین کی وہاں اس کلام کے اردو تراجم میں مترجمین نے بھی اس کی تفہیم و تشریح میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ جس کی بدولت یہ تراجم اپنے بنیادی مقصد سادگی سے ابلاغ کی نوعیت کو برقرار رکھنے میں یکتا نظر آتے ہیں۔ جہاں شاعر نے اپنے کلام میں لہجے اور لفظوں کی ترتیب سے حسن پیدا کیا وہاں مترجمین کی بھی کوشش رہی کہ یہ ولولہ ماند نہ پڑے، جس کی بدولت اردو تراجم کے مطالعہ اور فہم میں شوق کی کیفیت موجزن نظر آتی ہے۔ یہ موضوع انسان، زندگی اور خالق کے روحانی رشتے کی خوبصورتی کا امتزاج ہے۔ اس موضوع کا مطالعہ عوام اور خواص دونوں کے لیے نہ صرف استفادہ کا باعث ہے بلکہ ظاہری و باطنی طہارت یعنی تزکیہ نفس کو مقدم رکھنے کے خدائی حکم کی بھی تعلیم ہے۔

حواشی و حوالہ جات

1 عربی لفظ صوف سے مشتق ہے جس کے معنی اُون کے ہیں۔ وہ علم جس کے وسیلہ سے صفائے قلب حاصل ہو۔ تزکیہ نفس کا طریقہ۔ ایک سلوکی طریقہ جس کا مدار زندگی کی سادگی، موٹا چال چلن، اخلاقی اور روحانی بلندی پر ہوتا ہے (کیرانوی، مولانا وحید الزمان قاسمی، القاموس الوحید، مادہ: صوف، ادارہ اسلامیات، لاہور (س-ن)

2 یعنی نفس کی خواہشات رد کر کے اللہ کی رضا میں خوش ہونا۔ جیسا سورۃ یونس، ۱۰ : ۶۲ میں ارشاد ہے: خبردار بلاشبہ جو اولیاء اللہ ہیں ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔

3 باطنی اشارے: اولیاءاللہ کا طالبان مولیٰ کو کشف کے ذریعے رہنمائی فراہم کرنا۔(پروفیسر مسعود قریشی، عکس باہو: 56، لوک ورثہ قومی ادارہ، اسلام آباد، 1980ء)

4 حضرت عبدالرحمٰن گیلانی دہلوی: حضرت سخی سلطان باہوؒ کے مرشد ہیں۔(فقیر نور محمد کلاچوی، انوار سلطانی: 6، کلاچوی پریس، ڈیرہ اسماعیل خان، 1966ء)

5 ڈاکٹر فقیر محمد فقیر، پنجابی زبان وادب کی تاریخ: 81، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2002ء

6 حضرت سلطان باہوؒ کے تعارف کے لئے سیرت نور، محمد نور سلطان قادری، باب اول کو ملاحظہ کیجئے۔

7 حضرت سلطان باہو کی کتب کی تعداد140 ہے جب کہ اب تک منظر عام پر 32 آئی ہیں۔(سید امیر خان نیازی ،مترجم، کلید التوحید: 11، العارفین پبلیکیشنز، لاہور، 2008ء)

8 سی حرفی: عربی کے حروف تہجی کے تحت ابیات کو ترتیب دینا۔ جیسے سلطان باہوؒ کا پنجابی کلام۔(ڈاکٹر سلطان الطاف علی، شرح ابیات باہو: 6العارفین پبلی کیشنز، لاہور، 1975ء)

9 مولوی فیروز الدین، فیروز اللغات: 526، (دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۹۴ء)، ص:۵۲۶

10 وسرام کے معنی وقفہ کے ہیں یعنی بیت کے ایک شعر کے درمیان میں وقفہ کر کے باقی مصرعہ پڑھنا۔(سید سعید احمد ہمدانی، ابیات سلطان باہو: 25، العارفین پبلی کیشنز، لاہور، 2001ء)

11 ابو نصر جوہری، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ3: 984، دار العلم للملایین، بیروت، 1987ء

12 سلطان باہوؒ، عین الفقر: 161، سلطان باہوؒ اکیڈمی، 1995ء

13 سورۃ الجمعہ62: 2

14 سورۃ النازعات79: 37-41

15 سورۃ یوسف12: 53

16 سورۃ الاعلیٰ87: 14

17 سورۃ الشمس91: 9

18 امام مسلم، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الذکر ولدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر مالم یعمل، حدیث 73-(2722) دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ)

19 محمد اقبال، ابیات حضرت باہو: 127، مکتبہ دانیال، لاہور، 2000ء

20 اپنے ظاہر و باطن میں ڈوب کر کائنات کا مشاہدہ کرنا جیسا کہ علامہ اقبال کا شعر ہے: اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی۔

21 امام ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، أَبْوَابُ تَفْرِيعِ اسْتِفْتَاحِ الصَّلَاةِ، بَابُ مَا يُجْزِئُ الْأُمِّيَّ وَالْأَعْجَمِيَّ مِنَ الْقِرَاءَةِ، حدیث(830) دار الکتاب العربی، بیروت، 2009ء

22 ڈاکٹر انعام الحق وڈاکٹر امجد علی، کلام سلطان باہو مع اردو ترجمہ: 22، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2016ء

23 سورۃ الانشقاق84: 6

24 موت سے پہلے مر جاؤ۔ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ بطور حدیث نبوی یہ ثابت نہیں ہے۔ملا علی قاری نے اس کو صوفیہ کا کلام کہا ہے۔ (عجلونی،اسماعیل بن محمد، کشف الخفاء2: 291، رقم(2669)،مکتبۃ القدسی، قاہرہ،1351ھ)

25 انوار سلطانی: 666

26 سلطان باہوؒ، عین الفقر، باب سوم، ص:117، مطبع وسن اشاعت نامعلوم

27 ابو نعیم اصفہانی،فضلیۃ العادلین من الولاۃ،حدیث(116)دارالوطن، ریاض،1997ء

28 ابوالشیخ اصبہانی،العظمہ 1: 300،حدیث(43)دارالعاصمہ، ریاض،1408ھ

29 سلطان باہو، کلید التوحید: 27،العارفین پبلی کیشنز، لاہور،2008ء

30 مولانا عبدالرحمن، مرآۃ الشعر: 275،ایمپوریم بک، لاہور(س۔ن)

31 ڈاکٹر نذر عابد، ساتواں رنگ: 51، مثال پبلی کیشنز، فیصل آباد،2017ء

32 سورۃ النبا 78: 10-11

33 عبدالمجید بھٹی، ابیات باہو: منظوم ترجمہ: 124، انجمن ترقی اردو، کراچی،1967ء